2

غیر مبائعین کے پیچھے نماز

(فرمودہ ۹- جنوری ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ابھی مجھے ایک رقعہ دیا گیا ہے اور خواہش کی گئی ہے کہ اس میں جو سوال تحریر ہے اس کے متعلق کچھ بیان کروں گو مقدم تو وہی مضمون ہوتا ہے جسے انسان وقت کے لحاظ سے خود منتخب کرے لیکن چونکہ یہ سوال جو رقعہ میں تحریر ہے اور بھی بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور گو اس کے متعلق پہلے بھی جواب دیئے گئے ہیں مگر پھر بھی بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بار بار دہرانے کے محتاج ہوتے ہیں اور بہت سے سلسلہ میں نئے داخل ہونے والے گویا اخبارات کو پڑھنا گناہ اور جرم خیال کرتے ہیں وہ چونکہ اخبارات کو دیکھتے نہیں اس لئے انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ بیسیوں بار فلاں امر کے متعلق اظہار خیال کیا جاچکا ہے اور باوجود کئی بار جواب چھپ جانے کے وہ ویسے کے ویسے ہی کورے رہتے ہیں- اگرچہ ایسے لوگوں کے لئے دوبارہ بیان کرنا بھی ویسا ہی ہے لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے خطبہ میں چونکہ تفصیل ہوگی اس لئے شاید وہ بھی فائدہ اٹھا سکیں اور ممکن ہے بعض وہ لوگ جن کو مختصر خطوط سے تشفی نہیں ہو سکتی وہ بھی سمجھ سکیں میں پھر اسے بیان کرتا ہوں-

وہ سوال جو میں نے بتایا ہے کہ پہلے بھی کئی بار پیش ہو چکا ہے اور اب بھی مسجد میں داخل ہوتے وقت میرے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ غیر مبائعین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ مجھے اس سوال پر ہمیشہ حیرت ہوتی ہے اور جب بھی یہ میرے سامنے پیش ہوا مجھے حیرت ہوئی- سوال کرنے والے دو شقوں میں شامل ہوتے ہیں یا یوں کہہ لو کہ ان کی دو طرح تقسیم ہو سکتی ہے- ایک

تو وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے نماز حرام سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے پیچھے جو نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں نماز کیونکر جائز ہو سکتی ہے ان کے پیچھے نماز ایسی ہی ہے جیسے غیر احمدی کے پیچھے۔ پھر آپ اس صریح مسئلہ میں کس طرح خلاف فیصلہ دے سکتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک جائز ہے ان کا مقصد اس سوال سے یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو مان لیا اور ایمان لے آئے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے کس طرح روکا جاسکتا ہے۔ مجھے دونوں پر تعجب آتا ہے اور میں حیران ہوتا ہوں کہ انسان باوجود بار بار توجہ دلانے کے کیوں اسی جگہ کھڑا رہتا ہے جہاں وہ پہلے ہوتا ہے صاف رستہ نظر آنے کے بعد کیوں اس پر چل کر فائدہ نہیں اٹھاتا اور روشنی کے موجود ہوتے ہوئے کیوں آنکھیں نہیں کھولتا ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کتاب ملی ہے وہ نہایت وسیع مطالب اپنے اندر رکھتی ہے اور اس نے متواتر تدبر اور فکر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب ہمیں ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تو ساتھ ہی دماغ دیکر بھیجا اور چونکہ یہ کل مخفی تھی اور پوشیدہ چیز بعض دفعہ پہچانی نہیں جاسکتی اس لئے اس نے اپنا کلام نازل کیا اور بتایا کہ یہ مشین تمہارے سر کے اندر موجود ہے اس سے کام لو۔ چنانچہ متواتر قرآن کریم نے تدبر اور فکر کا لفظ استعمال کر کے بعینہٖ اسی طرح جس طرح کہ ایک ست بیل کو مار مار کر چلایا جاتا ہے انسان کو اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ سامان تمہارے اندر موجود ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر پھر بھی بہت سے لوگ ہیں جو تدبر سے کام نہیں لیتے۔ ایک کام جو ہم روزانہ کرتے ہیں جب اس کے متعلق کوئی شخص جواز کا فتویٰ پوچھے تو کیوں حیرت نہ ہو۔ صبح سے لے کر شام تک ایک کام کیا جائے اور ختم کرنے کے بعد کسی سے پوچھا جائے کہ یہ کام اس طرح کرنا چاہئے یا کسی اور طرح۔ حالانکہ اسی دن اسے کئی بار کر چکے ہوں تو کس قدر حیرانی کی بات ہو گی۔ ہم جس شہر میں رہتے ہیں اس میں کئی اقسام کی سبزیاں پکتی ہیں۔ آلو، کچالو، ٹماٹر، کدو، گاجر، شلجم، مٹر، بھنڈی وغیرہ کوئی سبزی ایک موسم میں ہوتی ہے اور کوئی دوسرے میں لیکن ہر ایک موسم میں عام طور پر کئی قسم کی سبزی مل جاتی ہے مگر ہمارے گھروں میں ایک ہی دن سب نہیں پکتیں بلکہ حسب حیثیت ایک یا دو[۲] ہی پکتی ہیں۔ کبھی کئی لوگ گوشت ہی پکا لیتے ہیں سبزی نہیں پکاتے۔ پھر کئی دال ہی پکاتے ہیں یہ غریب آدمیوں کا طریق ہے لیکن اس غربت کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو بھی دیکھنا چاہئے جو لوگ امیر ہوتے ہیں کیا وہ ساری سبزیاں ایک دن میں پکاتے ہیں۔ کبھی کسی کو دیکھا ہے کہ وہ نوکر کو سودا وغیرہ لانے کے لئے بازار بھیجے اور کہے جس قدر سبزیاں

بازار میں ہوں سب لے آؤ- یا کبھی کسی نے نوکر کو گھر والوں سے یہ سوال کرتے دیکھا ہے کہ آپ گوبھی کیوں منگاتے ہیں مٹر کیوں نہیں منگاتے- اگر وہ ایسا سوال کرے تو اسے زجر کی جائے گی اور گھر والی کہے گی مجھے جو پسند تھا منگوالیا تم کو اس سے کیا غرض ہے- تو ثابت ہوا کہ دنیا میں انسان صرف یہ نہیں دیکھا کرتا کہ فلاں چیز مُضر ہے یا نہیں یا میں اسے خرید سکتا ہوں یا نہیں بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ پسند ہے یا نہیں- قرآن کریم میں مؤمن کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ حلال طیب کھاتے ہیں-[1] اب جو حلال ہے اسے کھانا جائز ہے- پھر طیّب سے کیا مراد ہوئی- اگر اس سے بھی مراد حلال ہی ہوتی تو یہ لفظ زائد سمجھا جاتا- مگر خدا تعالیٰ کا کلام زوائد سے پاک ہوتا ہے- طیّب سے مراد یہ ہے کہ جو طبیعت کے موافق اور پسندیدہ ہو- ہو سکتا ہے ایک چیز حلال ہو مگر ایک طبیعت کے لئے اس کا کھانا مُضر ہو اس کے لئے وہ طیب نہ ہوگی- تو ہم صرف یہ نہیں دیکھتے کہ ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں بلکہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کرنا چاہئے یا نہیں- اور ہر کام کے وقت یہی سوال ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوتا کہ یہ کرنا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کا کرنا مناسب بھی ہے یا نہیں- دنیا میں اربوں انسان خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور ان میں سے ہزاروں کے ناموں وغیرہ سے ہمیں واقفیت ہوتی ہے لیکن کیا جس کے نام سے واقفیت ہو اس سے ضرور دوستی پیدا کر لیتے ہیں- کیوں بعض کو ان میں سے دوستی کے لئے چنتے ہیں اس لئے کہ ان سے دوستی رکھنا ہمارے نزدیک مناسب ہوتا ہے حالانکہ جائز دوسروں سے بھی ہے مگر چونکہ ہمارے لئے انکی دوستی نامناسب ہوتی ہے اس لئے نہیں رکھتے- ایک غریب آدمی کے بچوں کو امیر کے بچوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے مگر ہوشیار اور عقلمند غریب اپنے بچوں کو امیروں کے بچوں سے کھیلنے سے روکتا ہے- کیونکہ وہ جانتا ہے کہ امیر کے بچوں کے ساتھ کھیلنے پر وہ ضرور شام کو آکر کہیں گے کہ اس نے اس قسم کا گیند لیا ہے ہمیں بھی منگوا دو- یا اس کے پاس فلاں کھلونے ہیں ہمیں بھی لے دو- اب شریعت تو غرباء اور امراء کے بچوں کو باہم کھیلنے سے نہیں روکتی قانون بھی نہیں روکتا مگر غریب خود اپنی حیثیت کو دیکھتا ہے کہ اگر کھیلیں گے تو ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جو میرے لئے مناسب نہیں اس لئے وہ روکتا ہے- اسی طرح ہر مسلمان کو لڑکی دینا جائز ہے مگر کیا کوئی ہر مسلمان کو لڑکی دینے پر رضامند ہو سکتا ہے- اگر کوئی کسی لولے 'لنگڑے' اندھے اور بہرے آدمی کو لڑکی دے دے تو کیا یہ منع ہے؟ ہرگز نہیں لیکن کیا کوئی ایسا کرتا ہے محض اس خیال سے کہ یہ جائز ہے- پس وہ لوگ جو یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا غیر مبائعین کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کیا انہوں

نے کبھی اپنی لڑکی کسی لولے، لنگڑے، بہرے اور اندھے کو دی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔ کیا یہ حرام ہے؟ کیوں کبھی انہوں نے مجھ سے یہ فتویٰ نہیں پوچھا کہ کسی ایسے مسلمان کو جس کی ناک کٹی ہوئی ہو، دانت ٹوٹے ہوئے ہوں، بہرا ہو، لولا لنگڑا ہو اور اندھا ہو اسے لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر وہ پوچھیں تو میں یہی کہوں گا کہ ہاں جائز ہے۔ اور اگر جواز معلوم ہو جانے کے بعد وہ لڑکی دے دیں گے تو میں کہوں گا بیشک تمہیں سوال کرنے کا حق تھا مگر لڑکی کے معاملہ میں تو وہ کہیں گے طیب کا حکم ہے قرآن کریم میں آیا ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ[2] یعنی طیب عورت سے نکاح کرو اور دوسری جگہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[3] کہہ کر مرد اور عورت کو برابر کا درجہ دے دیا ہے پس عورت کے لئے بھی طیب مرد ضروری ہے جب وہاں جائز اور طیب دونوں پہلو دیکھتے ہو تو یہاں کیوں صرف جائز کا لفظ تمہارے دل میں گدگدیاں لے رہا ہے۔ جب تک کوئی ایسی رگ تمہارے اندر نہیں پھڑک رہی جو ان کی طرف مائل ہے۔ کیا ایسے لوگوں میں سے کسی نے کبھی یہ فتویٰ بھی پوچھا ہے کہ گوبھی اور شلجم وغیرہ کے چھلکے جو لوگ اتار کر باہر پھینک دیتے ہیں انہیں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر پوچھے تو میں کہونگا ہاں جائز ہے اسی طرح اگر کوئی پوچھے کہ سوکھے ہوئے ٹکڑے جنہیں لوگوں نے باہر پھینک دیا ہو کھانے جائز ہیں؟ تو میں کہونگا جائز ہیں کیونکہ اب وہ پھینکنے والے کا مال نہیں رہا۔ مگر ایسے فتوے کبھی کسی نے نہیں پوچھے۔

پس کیوں باقی جائز امور کے متعلق ایسے فتوے نہیں پوچھتے اور صرف غیر مبائعین کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ اگر ایسے لوگ ہر جائز چیز کو استعمال کرنے والے ہوتے اور یہ فتوے بھی پوچھتے کہ فلاں کپڑا جو ایک ہی دن میں پھٹ جائے خرید کر پہننا جائز ہے یا نہیں چنے میں ٹڈل ملا کر اس کی روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں۔ لیکن ہزاروں لاکھوں باتیں جو جائز ہیں ان کے متعلق نہیں پوچھتے تو پھر غیر مبائعین کے پیچھے نماز کے متعلق انہیں جائز ناجائز کی فکر اس قدر کیوں ہے۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ شہروں کے شہر دیکھتے جاؤ کہیں کوئی نظر نہ آئے گا کجا تو ان کا یہ دعویٰ تھا ہم ننانوے فیصدی ہیں اور کجا اب یہ حالت ہے کہ کئی علاقوں میں ان کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ پس ایسے لوگوں کے پیچھے نماز کے جائز یا ناجائز کی اہمیت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ لکھا ہے کوئی شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور آکر پوچھا۔ اگر احرام میں مچھر مار دیا جائے تو کیا کفارہ ہے آپ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا تم خارجی ہو۔ تم نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اور مجھ سے فتویٰ نہ پوچھا، تم نے حضرت علیؓ کو شہید کیا اور مجھ سے فتویٰ نہ پوچھا مگر آج مچھر مارنے کے لئے مجھ سے

فتویٰ پوچھنے آئے ہو۔ [۴] پس غیر مبائعین کے پیچھے نماز کے متعلق فتویٰ پوچھنا بھی ایسا ہی ہے اور لاکھوں جائز باتوں کے کرنے کیلئے تو کوئی فتویٰ نہیں پوچھا جاتا مگر یہ پوچھتے ہیں۔ یہ نفس کا دھوکا ہے اور جواز کا فتویٰ نہیں فساد کا فتویٰ پوچھا جاتا ہے۔ ایسا فتویٰ پوچھنے والا پہلے میلے کے ڈھیر سے اٹھا کر سڑے ہوئے ٹکڑے کھائے، شلجم اور گوبھی کے چھلکے کھائے، بوسیدہ کپڑے پہنے اور باوجود استطاعت کے ایسے بوسیدہ مکان میں رہے کہ جو معمولی سی بارش سے بھی ٹپکنے لگے جس وقت اس کی خوراک نجس ہوگی، پوشاک نجس ہوگی اور رہائش کی جگہ نجس ہوگی اس وقت اگر آکر وہ یہ سوال پوچھے گا تو میں کہوں گا چونکہ تیرا ہر کام نجس ہے اس واسطے تیرے لئے نجس بھی جائز ہے۔ تیرا کھانا، پینا، اوڑھنا، بچھونا، رہنا سہنا سب نجس ہے اس لئے تو بیشک نماز کو بھی نجس کر لے۔ لیکن جس شخص میں غیرت ہے اور جو سمجھتا ہے کہ جائز ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں طیّب بھی دیکھنا چاہئے وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا جو شخص ایسا سوال کرتا ہے اسے سوچنا چاہئے اگر وہ گرے پڑے ٹکڑے اور سبزی کے چھلکے کھانے کا فتویٰ پوچھے گا اور اسے کہا جائے گا ان کا کھانا جائز ہے مگر وہ اس پر عمل نہیں کریگا تو اس مسئلہ میں کیوں فتوے پوچھتا ہے جب تک اس کی نیت خراب نہیں۔ وہ دراصل میری زبان کو پکڑنا چاہتا ہے لیکن اسے یاد رکھنا چاہئے میں اسے اس کے عمل سے پکڑوں گا۔ وہ اگر کہے گا کہ تم نے کہا ہے غیر مبائعین کے پیچھے نماز جائز ہے تو میں کہوں گا کیا تم ہر جائز عمل کرتے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے امام وہ ہونا چاہئے جو اتقیٰ ہو۔ [۵] تم جب یہ پسند کرتے ہو کہ اعلیٰ کھانا کھاؤ۔ عمدہ کپڑے پہنو تو نماز کے لئے اعلیٰ امام کیوں نہیں چاہتے۔ اعلیٰ سے میری مراد ہر ایک کی حیثیت کے مطابق اعلیٰ ہے زمیندار بھی اپنی حیثیت کے مطابق اعلیٰ کھا سکتے ہیں اور عمدہ پہن سکتے ہیں۔ کھدر بھی اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک زمیندار کے پاس پیسے ہوں اور وہ دکاندار سے کہے کہ مجھے ردی قسم کا کھدر دے دو کھدر لینے والا بھی وہی کھدر لے گا جو اس کی آنکھوں کو اچھا لگے گا اسی طرح اگر کوئی جوار بھی کھائے گا تو دیکھے گا کہ عمدہ قسم کی ہو نہ یہ کہ وہ ایسی تلاش کریگا جس میں آدھی مٹی ملی ہوئی ہو حالانکہ ایسی بھی حرام نہیں۔ پس جب ہر چیز میں سے اعلیٰ کو پسند کیا جاتا ہے اور ہر شخص کے معیار کے مطابق ادنیٰ و اعلیٰ درجے ہیں اور ہر انسان اعلیٰ کو ہی پسند کرتا ہے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام وہ ہونا چاہئے جو اتقیٰ ہو تو دیکھنا چاہئے کیا غیر مبائعین اتقیٰ ہو سکتے ہیں اگر خلافت کا احترام ادنیٰ نیکی بھی سمجھی جائے تو یہ یقینی بات ہے کہ ایک غیر مبائع اسے ترک کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خلافت کا احترام کوئی

معمولی بات نہیں۔ پھر اس کے علاوہ وہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس میں کیا شک ہے کہ وہ آپ کو اصل درجہ سے نیچے گراتے ہیں اور ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے سورج چڑھا ہوا ہو اور کوئی شخص کہے کہ سورج نہیں چڑھا ہوا بلکہ تھوڑی سی روشنی ہے شاید جگنو کی روشنی ہو۔ کیا ایسا شخص جسے سورج جگنو کی شکل میں نظر آئے فوج میں بھرتی ہو سکتا ہے؟ بے شک وہ اندھا تو نہیں مگر پھر بھی فوج کے قابل نہیں لیکن جو شخص خدا کے روحانی سورج کو دیکھ کر کہتا ہے کہ جگنو ہے اور ایک شخص کہتا ہے یہ چونکہ روشنی کا تو اقرار کرتا ہے اس لئے اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کیا حرج ہے وہ کس طرح سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائے گا۔ کیا خدا تعالیٰ اس سے یہ نہ پوچھے گا کہ اور کونسی تمام جائز چیزوں کو تم نے اختیار کیا کہ اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے جائز تو بہت کچھ کیا ہے مگر ساتھ ہی احسن کو اختیار کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور اگر کوئی اعلیٰ اور احسن کو چھوڑ کر عمداً ادنیٰ کو اختیار کرتا ہے تو یقیناً نیکی کا استخفاف کرتا ہے اور ایسے شخص کا ایمان کبھی سلامت نہیں رہ سکتا اس کی روحانی صحت ضرور خراب ہو جائیگی جس طرح ایک شخص کو جو عمدہ غذا کھانے اور عمدہ ہوا میں رہنے کا عادی ہو اگر ادنیٰ غذا ملنے لگے اور اسے ایسی جگہ رکھا جائے جہاں صاف اور عمدہ ہوا نہ مل سکے تو ضروری ہے کہ اس کی صحت خراب ہو جائے پھر غیر مبائعین کے پیچھے نماز پڑھنے کی کوئی خاص ضرورت ہو تو امر مجبوری ہے اگر ساری دنیا پر غیر مبائع ہی ہوتے تو کوئی کہہ سکتا تھا مبائع تو شاید ہی کسی جگہ کوئی مل سکے اس لئے اس جواز سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کیا کریں مگر جب صورت یہ ہے کہ سارے ہندوستان میں شاید ہی چند مقامات ایسے ہوں جہاں یہ لوگ کچھ نمایاں ہوں ورنہ اول تو کہیں ان کا نشان ہی نہیں ملتا اور اگر کہیں ہوں بھی تو بالکل غیر اہم حیثیت میں ہیں اور اگر بیس پچیس مقامات پر بھی ہوں تو بھی مبائعین کے مقابلہ میں انکی حیثیت ہی کیا ہے۔ لاہور میں ہی جہاں ان کا مرکز ہے ان سے ہماری جماعت بہت زیادہ ہے پھر کیا مصیبت پڑی ہے کہ کوئی اپنے راستہ سے ہٹ کر خاص طور پر ان کی تلاش کرے جب تک اس کے اپنے اندر بھی کوئی رگ غیر مبائعیت کی نہ ہو اور "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" والا مضمون نہ ہو ایسے سوالات کرنے والوں سے میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا لنگڑا اور کانا گھوڑا گھوڑا نہیں ہے اور ضرور ہے لیکن کیا تم گھوڑا خریدنے کے وقت اسے خریدتے ہو اسی طرح کسی غیر مبائع کے پیچھے نماز پڑھنا بھی نماز تو ہے مگر اندھی اور لنگڑی لولی اگر تم باقی چیزیں بھی لنگڑی اور لولی اختیار کرتے ہو اسے بھی اختیار کر لو لیکن اگر ہر چیز

میں سے بہتر بلکہ بہترین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ نماز وہ چاہتے ہو جو لنگڑی ہو- یاد رکھو کہ سورج کو جگنو دیکھنے والے ہزاروں آدمی ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں جو سورج کو اپنی اصلی شان میں دیکھتا ہے کوئی حیثیت نہیں رکھتے-

ایک زمانہ تھا جب یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ننانوے فیصدی احمدی ہمارے ساتھ ہیں پھر خدا تعالیٰ کا فضل ہم پر ہوا اس نے ہمیں زیادہ کر دیا تو اب وہی لوگ جو کبھی اپنی کثرت کو نہایت فخر سے پیش کیا کرتے تھے کہہ رہے ہیں کہ اَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ[ک] کثرت فاسقوں کی ہوتی ہے- شیعہ کہا کرتے ہیں کہ مسلمان صرف ڈھائی ہی تھے[۲] حضرت مسیح موعودؑ ان کے مقابل میں یہ دلیل پیش کیا کرتے تھے کہ ایسا عقیدہ رکھنے سے رسول کریم ﷺ کی قوت قدسیہ پر حرف آتا ہے لیکن یہی بات آج وہ لوگ کہہ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں- میں نے کل ہی پیغام کا ایک پرچہ پڑھا جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک کثیر حصہ گمراہ ہو گیا ہے- بفرض محال اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہ مانا جائے صرف مسیح موعود، مہدی اور مجدد ہی مانا جائے تو کیا یہ کہنے سے کہ آپ کی جماعت کے اکثر افراد گمراہ ہو گئے آپ پر وہی اعتراض نہیں آتا جو شیعوں کے عقیدہ سے رسول کریم ﷺ پر آتا ہے-

عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم مرتد نے جب یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب کی جماعت کے اکثر لوگ گندے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پُرزور تردید فرمائی اور یہاں تک لکھا کہ میری جماعت میں سے اکثر صحابہ کا نمونہ ہیں- مگر آج وہ لوگ جو آپ کو ماننے کے مدعی ہیں وہی کہہ رہے ہیں جو عبدالحکیم نے کہا تھا کیا اس کے صاف معنے یہ نہیں کہ ان کے نزدیک عبدالحکیم سچا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جھوٹے-

بہرحال آج ہماری کثرت کا دشمن کو بھی اعتراف ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اقلیت کو تلاش کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھیں- پھر ان لوگوں کے پیچھے جن کا فتویٰ یہ ہے کہ مبائعین کے پیچھے نماز حرام ہے- اس کے مقابل پر اگر ہم بھی ایسا ہی فتویٰ دے دیں تو فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ[ک] کے ماتحت ہم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا لیکن میں نے ایسا فتویٰ کبھی نہیں دیا- بغداد سے ایک غیر مبائع نے یہ فتویٰ دریافت کیا کہ یہاں مبائعین کی جماعت ہے اور میں اکیلا ہوں اور نماز باجماعت کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ یا ان لوگوں کے ساتھ پڑھی

جائے اور یا غیر احمدیوں کے پیچھے اس کا مولوی محمد علی صاحب نے اسے جو جواب دیا اس میں یہ تو مجھے اس وقت یاد نہیں کہ غیر احمدیوں کے متعلق کیا لکھا مگر یہ تاکید کر دی کہ مبائع امام کے پیچھے نماز نہ پڑھو- اس کا سوال غالباً نماز جمعہ کے متعلق ہی تھا اور مولوی صاحب نے لکھا کہ جمعہ نہ پڑھو- گھر میں ظہر کی نماز پڑھ لیا کرو- مگر مبائعین کے پیچھے جمعہ نہ پڑھو-

اتنی تاریک دلی اور ظلمت کے بعد اور انسانیت اور اسلام سے اس درجہ نفرت کے بعد کہ ہمارا اسلام بھی انہیں کفر نظر آتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے مگر ہم کلمہ بھی پڑھیں تو ہمارے پیچھے ان کی نماز نہیں ہو سکتی- وہ روزانہ اس امر پر بحثیں کرتے ہیں کہ کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا- مگر کوئی ان سے اتنا نہیں پوچھتا کہ جب مبائع کلمہ گو ہیں تو وہی فتویٰ جو دوسروں کے متعلق دیتے ہو مبائعین کے متعلق کیوں بھول جاتے ہو- اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے فتوے محض بُغض کی وجہ سے ہیں نہ کہ خدا اور اسلام کے لئے- ہم سے چونکہ انہیں انتہائی بغض ہے اس لئے ہمارا اسلام بھی انہیں کفر نظر آتا ہے پس باوجود اس انتہائی بُغض کے جو یقینی طور پر ہندوؤں میں بھی نہیں ہو گا اگر ایک بدترین دشمن ہندوؤں میں سے لیا جائے' ایک بدترین دشمن عیسائیوں میں سے لیا جائے' ایک بدترین دشمن دہریوں میں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن پیغامیوں سے لیا جائے تو یقیناً پیغامی دشمنی اور بُغض میں دہریہ عیسائی اور ہندو سے بھی بڑھا ہوا ہو گا- ان کے غالی ممبر ☆ بُغض کے مجسمے ہیں اگر کسی نے زمین پر چلتی پھرتی دوزخ کی آگ دیکھنی ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لے- میں نہیں سمجھتا ان سے زیادہ بُغض اور کینہ والے لوگ کبھی دنیا میں ہوئے ہوں- ممکن ہے کبھی ہوئے ہوں اور تاریخ والوں نے دوزخ کی اس آگ سے آئندہ نسلوں کو محفوظ اور بے خبر رکھنے کے لئے ان کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا ہو مگر جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے ان لوگوں کا بُغض سب سے بڑھا ہوا ہے- جلسہ کے موقع پر میں نے ان کے بُغض کی ایک مثال

☆ ان لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اختلاف کو دشمنی کا موجب نہیں بنایا جیسے شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور ان کی اولاد- اسی طرح ملک غلام محمد صاحب رئیس لاہور' سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق بادشاہ سوات- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ہدایت کا راستہ کھول دے اور اس گڑھے سے ان کو نکال لے- مرزا محمود احمد

پیش کی تھی کہ کس طرح یہ لوگ ہمیں بدنام کرنے کے لئے بدترین قسم کا جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس پر پیغام صلح نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں بیان کیا ہے کہ مرزا مظفر بیگ ایک نو آموز چھوٹے ایڈیٹر تھے ان سے کسی غلطی کا سرزد ہو جانا بہت ممکن بلکہ اقتضاء عمر تھا۔ خوامخواہ مختصر سے مرزا کے خلاف یوں اظہار غیظ و غضب کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھو! یہ کتنے عجیب لوگ ہیں کہ ایک ناتجربہ کار اور نو آموز جھوٹ بولنے والے اس پر اس قدر ناراض ہو گئے۔ گویا وہ چونکہ ناتجربہ کار تھا اس لئے اس نے ایسا جھوٹ بول دیا جس پر گرفت ہو سکی۔ اور ایڈیٹر پیغام کا مطلب یہ ہے کہ مزا تو جب ہے کہ ایڈیٹر پیغام جیسے تجربہ کار کا جھوٹ پکڑیں۔ پیغام کے چھوٹے ایڈیٹر کو تو اتنی سمجھ نہ تھی کہ جھوٹ میں دس فی صدی سچ بھی ملا لینا چاہئے اس لئے اس سو فی صد جھوٹ بول دیا

پس مظفر بیگ پر ناراض نہیں ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ وہ ناتجربہ کار اور نو آموز تھا۔ وہ ابھی امیر صاحب کے زیر تربیت ہے جب وہ تجربہ حاصل کر لے گا اس وقت اگر اس کا جھوٹ پکڑ لو تو پھر ناراض ہونے کا حق ہو گا۔ ایسی گندی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے متعلق کرید کرید کر یہ پوچھنا کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں سوائے اس کے کچھ معنی نہیں رکھتا کہ اپنے دل کا گند ظاہر کیا جائے۔ شریعت کی حدود کو تو میں توڑ نہیں سکتا اور چونکہ میرا مذہب بندوں کی خاطر نہیں اس لئے میں یہ تو کہوں گا کہ جائز ہے جائز ہے۔ مگر اسی طرح جس طرح کوڑی پر سے گوبھی یا شاہجم کے چھلکے اٹھا کر یا گلی میں پڑے ہوئے ٹکڑے کھانا جو شخص ان چیزوں کے جواز پر عمل کرتا ہے اسے اس جواز پر عمل کرنے کا بھی حق ہے۔ ایک شخص نے کسی سے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے کہو جس طرح فلاں شخص کو غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اسی طرح مجھے بھی دے دیں۔ آپ نے فرمایا پہلے اس جیسے ہو جاؤ پھر تمہیں بھی اجازت دے دوں گا۔ وہ تو نماز پڑھتا ہی نہیں تھا میں نے اس خیال سے کہ نماز میں کھڑے ہونے کی اسے عادت ہی ہو جائے اجازت دے دی تھی۔

اس سوال کو دریافت کرنے والے ایک کشمیری دوست ہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنے بعض اور دوستوں کی طرف سے یہ سوال دریافت کیا ہے۔ میں اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ ان کے ملک میں سیب بہت ہوتا ہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہوں نے بازار میں جا کر دکاندار سے کہا ہو کہ جو ردی سے ردی سیب تمہارے پاس ہوں وہ مجھے دے دو یا ان کے ملک میں لوگ

چاول زیادہ کھاتے ہیں کیا انہوں نے کبھی ناقص درجہ کے چاول خریدنے کی خواہش کی ہے یا انہوں نے قصاب کی دکان پر جاکر یہ کہا ہے کہ کل کا گوشت ہو تو دے دو اور اگر پرسوں کا ہو تو وہ اور بھی بہتر ہے اور اگر پندرہ بیس یوم کا پڑا ہوا ہو جس میں کیڑے بھی پیدا ہو گئے ہوں تو وہ بہت ہی اچھا ہے۔ وہ جس دن یہ طریق عمل اختیار کریں گے اس وقت میں موٹے حروف میں ان کے سوال کا یہ جواب لکھوا کر انہیں بھجوا دوں گا کہ جائز ہے اور تم اپنا رستہ چھوڑ کر بھی ان کے پیچھے نماز پڑھا کرو۔ لیکن جب وہ ایسی اشیاء کے متعلق بھی جن کا مزا ایک منٹ سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتا جواز کو استعمال نہیں کرتے تو نماز جیسی چیز کے لئے وہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کیوں تڑواتے ہیں کہ امام وہ ہونا چاہئے جو اتقیٰ ہو۔

(الفضل ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۱ء)

۱؎ النحل: ۱۱۵

۲؎ النسآء: ۴

۳؎ البقرۃ: ۱۸۸

۴؎ ریاض السنۃ باب فضائل الصحابۃ

۵؎ مسلم کتاب المساجد باب من احق بالامامۃ

۶؎ اٰل عمران: ۱۱۱

۷؎ البقرۃ: ۱۹۵